بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

آج جب کہ ۳۰ ذیقعدہ ہے، میں صبح صبح یہ سطور لکھنے بیٹھا ہوں۔ میرے سامنے اپنے ہاں کے کیلنڈر کے مطابق یکم ذی الحجہ کی مبارک سحر تصور میں جگمگا رہی ہے ۸ سے حج کی لمبی دینی عبادت کا آغاز ہوتا ہے اور ۵ دن کی عابدانہ اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے بعد ۱۲ کو ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کی کیمپ لائف ہوتی ہے، جس میں بار بار کی نقل و حرکت کے ساتھ اذکار و عبادات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

دنیا میں انسانی آزمائش کے بہت بڑے وجوہ دو ہیں، جن میں سے ایک دنیا پرستی اور دولت پرستی ہے جو تکاثر و تفاخر کے ایسے طوفان اٹھاتی ہے کہ بڑے بڑے اہلِ تقویٰ کے لیے دستارِ فضیلت کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

قرآن اور حدیث میں دولت اور دنیا (یعنی دولتِ دنیا اور لذائذ دنیا) کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اس سب کو پڑھیں اور اس پر خوب غور کریں۔ اکثر لوگ جواز کی راہیں نکلتی دیکھتے ہیں مگر ان کے ساتھ جو پابندیاں اور مطالبات ہیں انہیں یا تو نظر انداز کر دیتے ہیں یا اُن کا کم سے کم اثر بہ طور شرط لازم کے قبول کرتے ہیں۔ دولت کا وفور ہو یا دنیا گھیرے میں لیے ہوئے اور آدمی پھر ایمان و تقویٰ کے تقاضے پورے کرلے جائے، ایسی مثالیں تاریخ میں بھی، دینی حلقوں میں بھی کم ملتی ہیں، کجا کہ آج کے دورِ مادہ پرستی میں جس نے دنیا کے خلاف بغاوت کرنے والے سچے خدا پرستوں کو بھی مادیت کے ٹھوس اور محدود شکنجے سے کس رکھا ہے۔

حج کی عبادت بہر حال ایسے مالدار اصحاب پر فرض ہے جو لواحقین کے حقوق ادا کرتے ہوئے سفر کے مصارف بھی اٹھا سکیں۔ آج کل اس درجہ کے بہت سے اصحاب بھی متوسط الحال یا ذرا اونچے

درجے کے غریب ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ چونکہ تکاثر و تفاخر یا بہ الفاظ دیگر دنیا کے جھمیلوں میں اُلجھے ہوئے ہوتے ہیں، اس لیے ان کی رُوحوں کو نتھارنے اور نکھارنے کے لیے ان کو اُن کے ماحول سے الگ کرانے کے لیے ایک طرح کی ہجرت کرا دی جاتی ہے اور معمول کی سہولتوں کے بجائے کیمپ لائف کی مشکلات سے انہیں دوچار کر دیا جاتا ہے۔

اب یہ نیک لوگ اگر شعور و ایمان کے ساتھ تفاخر و تکاثر کے سیلابی دھارے سے آزاد ہو کر چند ساعتیں بلکہ چند دن لبیک اللھم لبیک پکارتے ہوئے گزاریں، یہ اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی آوازوں سے فضا کو بھر دیں، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جیسے مبارک کلمات سے منیٰ میں مسلسل گونج پیدا کر دیں۔ یہ اگر اس حکم کے آگے سر جھکا دیں کہ لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ، یہ اگر قربانی کے لیے خرچ کریں، سائلین اور ضرورت مندوں کو صدقات سے نوازیں تو ان کی پوری شخصیت بدل سکتی ہے۔

لیکن اگر ایمان و شعور میں کمی ہو تو پھر نہ صرف حج میں بدگوئی اور قتل اور فساد کے حادثات رونما ہوتے ہیں جو دو تین سال سے ساری دنیائے اسلام میں وجہ اضطراب بنے ہوئے ہیں، بلکہ ہمارے نہایت ہی پیارے حاجیوں کی خاصی بڑی تعداد ایسی ہوتی ہے کہ جو دولت پرستی اور تکاثر و تفاخر کی دوڑ واپس آکر عین اسی نقطے سے از سرِ نو شروع کر دیتی ہے، جہاں وہ چھوڑ گئے ہوتے ہیں یعنی شطرنجِ دنیا کے مہرے جہاں جن خانوں میں چھوڑے تھے، واپس آ کر وہیں سے ان کو حرکت دینا شروع کر دیا۔

جن دنیوی جھگڑوں میں پہلے مبتلا تھے، حج سے آ کر پھر انہی میں جُت گئے، جو مقدمہ بازیاں پہلے تھیں (قطع نظر اس سے کہ بنیاد سچائی تھی یا خرابی) وہی اب پھر جاری ہو گئیں۔ حتیٰ کہ کاروبار، لین دین، دفتری زندگی کا جو نقشہ پہلے تھا۔ وہ جوں کا توں بحال ہو گیا۔ زندگی کی رونقیں کسی پہلو سے پتا ہی نہیں دیتیں کہ جس کے دم قدم سے یہ ہیں وہ حج جیسی لمبی عبادت ذکر و صلوٰۃ کے ساتھ ہجرت و جہاد اور قربانی سے گزر آیا ہے اور شیطان کو علامتی کنکر مار کر اپنی نفرت کا اظہار کر آیا ہے کہ اب میں تجھے قریب نہ پھٹکنے دوں گا۔ اسراف ہے تو وہی، مردم بیزاری ہے تو وہی، گھر میں بے پردگی ہے تو